بسم اللہ الرحمن الرحیم

چھینک کے آداب واحکام

از

مولانا مفتی محمد جمال الدین قاسمی

(استاذ حدیث وصدر مفتی دار العلوم حیدر آباد)

فون:09392298508

ای میل:mjqasmi74@gmail.com

جملہ حقوق محفوظ

دوسرا ایڈیشن: ۱۴۴۱ھ

نام کتاب	:	چھینک کے آداب واحکام
مؤلف کتاب	:	مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی
		(استاد حدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد)
صفحات	:	۳۴
قیمت	:	۲۰/روپے
کمپیوٹر کتابت	:	مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری
تزئین وسیٹنگ	:	قبا گرافکس، حیدرآباد، فون:9704172672

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور

(۲) ہندوستان پیپر ایمپوریم حیدرآباد

(۳) حافظ عبدالرحمن بیت العلم محلہ شمالی کومئی ڈاکخانہ ناڑی ضلع دربھنگہ (بہار)

فون:06305248704

(۴) قبا گرافکس، قبا کالونی، شاہین نگر، حیدرآباد، فون:09704172672

فہرست عناوین

عرضِ مرتب	۵
چھینک آنا اللہ کی نعمت ہے	۷
نماز میں چھینک آنا	۸
چھینک آنے سے نماز مکروہ نہیں ہوگی	۸
ابن ابی شیبہ کی روایت	۹
دونوں روایتوں میں تطبیق	۹
چھینکنے والوں کے لئے ہدایات	۱۰
آواز پست کرے	۱۰
چہرہ ڈھانپ لے	۱۱
گردن دائیں بائیں نہ پھیرے	۱۱
بلند آواز سے الحمد للہ کہے	۱۲
الحمد للہ کہنا سنتِ مؤکدہ ہے	۱۲
چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہنا الہامِ ربانی ہے	۱۲
الحمد للہ کہنے کی حکمت	۱۳
چھینکنے والا کیا کہے؟	۱۴
الحمد للہ پر اضافہ	۱۴

حمد کے ساتھ دوسرے کلمات	۱۷
چھینکنے والے کو درج ذیل الفاظ نہیں کہنا چاہئے	۱۸
چھینک کا جواب دینا کیسا ہے؟	۱۹
چھینک کا جواب کن الفاظ سے دے؟	۲۲
یرحمک اللہ کے ذریعہ جواب دینے کی حکمت	۲۲
یرحمک اللہ کب کہے؟	۲۳
الحمد للہ یاد دلایا جائے یا نہیں؟	۲۵
یرحمک اللہ کتنی دیر کے بعد کہے؟	۲۶
یرحمک اللہ کتنی بار کہے؟	۲۷
حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ کی رائے	۲۸
تین مرتبہ کے بعد جواب نہ دینے کی حکمت	۲۸
یرحمک اللہ کہنے کے فوائد	۲۸
یرحمک اللہ کہنے والے کو جواب	۲۹
احادیث کے درمیان تطبیق	۲۹
ایک انگریز ڈاکٹر کا تاثر	۳۰
یرحمک اللہ پر اضافہ	۳۱
ایک غلط رواج پر تنبیہ	۳۱
زکام زدہ شخص کی چھینک کا جواب	۳۲
کسی کے بارے میں زکام زدہ ہونا پہلے سے معلوم ہو تو؟	۳۲
اگر کوئی بار بار چھینکنے کے بعد آخر میں الحمد للہ کہے تو؟	۳۲
الحمد للہ اور یرحمک اللہ کتنی زور سے کہے	۳۳
بعض لوگوں تک الحمد للہ کی آواز نہ پہونچ سکی تو؟	۳۴

عرضِ مرتب

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جوحقوق اسلام نے عائد کئے ہیں ان میں سے ایک تشمیتِ عاطس بھی ہے ۔(بخاری ،رقم: ۱۱۶۴)تشمیتِ عاطس عربی لفظ ہے،اردو میں اس کامفہوم ہے چھینکنے والےکودعاءِ برکت دینا۔(اوجزالمسالک ۶ / ۳۸۷)اور چھینک کہتے ہیں اس آواز کو جو ناک سے کسی خلط کو دفع کرنے کے واسطے حالتِ زکام یا کسی سلسلاہٹ وغیرہ کے باعث صادر ہو۔(فرہنگ آصفیہ ا /۸۱۱)

آج کل ہرطرف فضائی آلودگی ہے،اسی طرح بعض حضرات کوگرد وغبار والے ماحول میں کام کرنا پڑتا ہے،جس کی وجہ سے ان کی ناک متاثر ہوتی رہتی ہے،قدرت نے ناک کے بالوں کودراصل انہی ذرات اورگردوغبارجس میں مختلف قسم کے جراثیم ہوتے ہیں ان کوروکنے کا ذریعہ بنایا ہے،چھینک آنے سے ناک اوراس کے بالوں سے الجھے ہوئے گرد وغباراور جراثیم باہرآجاتے ہیں،حتیٰ کہ چھینک کی ہوااتنی زوردار ہوتی ہے کہ ناک میں موجود سارے جراثیم کو باہرنکال دیتی ہے، یہ گردوغباراور جراثیم اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ اگر وہ اندر چلے جائیں تو بے شمار بیماریوں کا باعث بن سکتے ہیں،کتنی ہی بیماریاں ایسی ہیں جو صرف سانس کے ذریعہ پھیلتی اور پھرخطرناک صورت اختیار کرلیتی ہیں، اللہ رب العزت نے چھینک کے نظام کوان تمام امراض کے ازالہ کا تریاق بنادیا۔(سنتِ نبوی اور جدید سائنس ا /۲۸۹)

چھینک کے مضمرات پر ریسرچ کرنے والے ادارہ نیو یارک میڈکو کی رپورٹ ہے کہ اگر انسان چھینک کوزبردستی دبائے تونہ صرف قوتِ مدافعت میں کمی ہوتی ہے ؛ بلکہ

انسان کا پیٹ بھی خراب ہوجاتا ہے۔(حوالہ سابق ا/ ۳۵۵)

اسلام اپنے ماننے والوں کو چھینک آنے پر کیا ہدایات دیتا ہے اور اس بارے میں ایک مسلمان کو کن کن امور کا لحاظ کرنا چاہئے، انہی امور کی تفصیلات اگلے صفحات میں پیش کی جارہی ہیں؛ تاکہ ایک مسلمان ان امور کی رعایت کر کے دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہوسکے، اور اسلام میں ان عمدہ ہدایات کے ہوتے ہوئے کسی اور کی طرف جھانکنے کی نوبت نہ آئے، واللہ ولی التوفیق، وما توفیقی الا باللہ، علیہ توکلت والیہ انیب،وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

۵/رجب ۱۴۴۱ھ — محمد جمال الدین قاسمی

م:۲۹/۲/۲۰۲۰ء — مقیم دارالعلوم حیدآباد

چھینک اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے، چھینک آنے سے بدن میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور سستی ودرماندگی دور ہوتی ہے۔(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مروی ہے:

إِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ العُطَاسَ، (۲)

اللہ تعالیٰ چھینک آنے کو پسند کرتا ہے۔

علامہ تورپشتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ چھینک آنے سے دماغ میں تازگی آتی ہے، سکون پیدا ہوتا ہے اور طبیعت میں جو کاہلی اور سستی ہوتی ہے وہ بھی دور ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ عمل محبوب ہے۔(۳)

چھینک آنا اللہ کی نعمت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے:

العطاس من اللہ۔(۴)

چھینک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ چھینک کے من جانب اللہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے؛ کیوں کہ اس سے نشاط اور تنبہ حاصل ہوتا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جاتی ہے۔(۵) اور علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ لکھتے

---

(۱) العرف الشذی مع الترمذی ۱/ ۳۔
(۲) بخاری، رقم: ۶۲۲۳۔
(۳) التعلیق الصبیح: ۵/ ۱۳۸۔
(۴) ترمذی، رقم: ۲۶۷۰۔
(۵) الکوکب الدری ۲/ ۱۴۴۔

ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چھینکنے والے کو ثواب ملتا ہے؛ کیوں کہ وہ خدا کی حمد بیان کرتا ہے؛ اس لیے چھینک کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔(۱)

نماز میں چھینک آنا

البتہ نماز میں چھینک آنا شیطانی اثرات کی قبیل سے ہے، نبی ﷺ سے مرفوعاً منقول ہے:

العطاس والنعاس والتثأوب فی الصلاۃ ...من الشیطان-(۲)

نماز میں چھینک کا آنا، اونگھ اور جمائی آنا شیطان کی جانب سے ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ شیطان کو اس سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔(۳) نیز نماز کی حالت میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو سرگوشی کرتا ہے اور خشوع خضوع کے ساتھ جو ارکان ادا ہو رہے تھے اس کی وجہ سے ان میں خلل آ گیا، ظاہر ہے کہ یہ امر نماز کے مناسب نہیں اور ہر ناپسندیدہ امر کو عام طور پر شیطان کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے؛ اس لیے نماز کی حالت میں چھینک آنے کو شیطان کی جانب منسوب کر دیا گیا ہے۔(۴)

چھینک آنے سے نماز مکروہ نہیں ہوگی

نماز کی حالت میں چھینک کا آنا اگرچہ شیطانی اثرات کی قبیل سے ہے؛ لیکن نماز میں آ جائے تو اس کی وجہ سے نماز مکروہ نہیں ہوگی؛ کیونکہ اس کا روکنا اپنے اختیار میں نہیں ہے ، یہی وجہ ہے کہ جمائی کے سلسلہ میں حدیث میں ہدایت آئی ہے کہ اسے روکنے کی بھرپور کوشش کرے۔(۵) لیکن اس طرح کا حکم چھینکنے کے بارے میں ثابت نہیں۔(۶)

---

(۱) طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۹۴۔
(۲) ترمذی، رقم: ۲۶۷۲۔
(۳) حاشیہ ترمذی لاحمد علی السہارنفوری ۲/ ۱۰۴۔
(۴) فتح الباری ۱۰/ ۷۴۱۔
(۵) بخاری، رقم: ۳۰۴۶۔
(۶) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۵۔

ابن ابی شیبہ کی روایت

لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ابن ابی شیبہ نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ نماز میں چھینک آنا اللہ کو پسند ہے، حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

ان الله يكره التثاؤب ويحب العطاس فى الصلوة۔ (۱)

اللہ تعالی کو ناپسند ہے نماز میں جمائی آنا اور چھینک کا آنا پسندیدہ ہے۔

دونوں روایتوں میں تطبیق

علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے ترمذی اور مصنف ابن ابی شیبہ کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت تو موقوف بھی ہے۔ (۲) البتہ دونوں حدیثوں میں تطبیق کی شکل یہ سمجھ میں آ رہی ہے کہ اگر نماز میں ایک آدھ مرتبہ چھینک آئے تو اس سے چونکہ نشاط میں اضافہ ہوگا اور دل بستگی ہوتی ہے؛ اس لیے یہ تو اللہ کو محبوب ہے، خواہ نماز کے اندر ہی کیوں نہ ہو؛ لیکن نماز میں چھینک زیادہ آنے لگے اور بار بار آئے تو اس سے واقعتا توجہ نماز سے ہٹ جاتی ہے؛ اس لیے اسے شیطانی اثرات کی قبیل سے قرار دیا گیا، اس کی تائید مصنف عبدالرزاق کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سبع من الشيطان...شدة العطاس-(۳)

سات امور شیطان کی قبیل سے ہیں، جن میں سے ایک شدت وکثرت کے ساتھ چھینک آنا ہے۔

اگر دونوں حدیثوں میں اس طرح کی تاویل کر لی جائے تو دونوں اپنے مفہوم کے اعتبار سے صحیح رہیں گی اور کسی کو ترک کرنا لازم نہ آئے گا۔

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۸۰۷۶۔
(۲) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۵۔
(۳) مصنف عبدالرزاق، رقم: ۳۳۱۹۔

چھینکنے والوں کے لئے ہدایات

چھینک جسے آئے اس کے لیے شریعت میں کچھ ہدایات ہیں جن کی رعایت کرنی چاہیے۔

آواز پست کرے

چھینک آئے تو حتی الامکان آواز کو پست کرنے کی کوشش کرے؛ کیونکہ اس سے اعضاء میں معمولی حرکت ہوگی؛ ورنہ زیادہ پست ہونے سے تکلیف پہنچ سکتی ہے۔(۱)

حضرت قتادہ علیہ الرحمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ سات امور شیطانی اثرات سے انسان کو لاحق ہوتے ہیں، جن میں سے ایک بلند آواز سے چھینکنا بھی ہے، روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

سَبْعٌ مِنَ الشَّيْطَانِ: الرُّعَافُ، وَالْقَيْءُ، وَشِدَّةُ الْعُطَاسِ، وَالتَّثَاؤُبُ، وَالنُّعَاسُ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ، وَالْغَضَبُ، وَالنَّجْوَى - (۲)

سات چیزیں شیطانی اثرات سے لاحق ہوتی ہیں: نکسیر پھوٹنا، قئی کا آنا، بلند آواز سے چھینکنا، جمائی آنا، پند ونصیحت سنائے جانے کے وقت اونگھ کا آنا، غصہ کا آنا اور سرگوشی کرنا۔

حضرت عبادہ بن صامت، شداد ابن اوس اور واثلہ ابن اسقع رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

إِذَا تَجَشَّأَ أَحَدُكُمْ أَوْ عَطَسَ , فَلَا يَرْفَعَنَ بِهِمَا الصَّوْتَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يُحِبُّ أَنْ يَرْفَعَ بِهِمَا الصَّوْتَ۔(۳)

---

(۱) فتح الباری ۱۰/ ۵۳۵۔

(۲) مصنف عبدالرزاق، رقم: ۳۳۱۹۔

(۳) شعب الایمان، رقم: ۸۹۱۲۔

جب تم میں سے کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو آواز بلند نہ کیا کرو؛ کیونکہ شیطان کو ان موقع پر تیز آواز پسند ہوا کرتی ہے۔

خود آپ ﷺ کا معمول آواز پست کرنے کا تھا۔(۱)

چہرہ ڈھانپ لے

عام طور پر چھینکتے وقت ناک اور منہ سے رطوبت وغیرہ بھی نکل جاتی ہے جو پاس بیٹھنے والوں کے لیے باعث گھن ہوتی ہے؛ اس لیے چہرے کو ڈھانک لیا کریں، نیز اس حالت میں چہرے کی کیفیت بھی بدل جاتی ہے، ڈھاپ لینے سے اہل مجلس کی نظر بھی نہیں پڑے گی، اہل مجلس کو بھی ناک و منہ کی رطوبت سے آلودہ ہونے سے امن ہو جائے گا۔(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا معمول بیان کرتے ہیں:

إِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ أَوْ ثَوْبَهُ عَلَى فِيهِ، وَخَفَضَ أَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ۔ (۳)

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھینک آتی تو اپنے چہرۂ مبارک پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لیتے تھے اور آواز پست کرتے تھے۔

گردن دائیں بائیں نہ پھیرے

اہل مجلس کی وجہ سے اپنی گردن ادھر ادھر نہ موڑے؛ کیونکہ اس سے گردن میں تکلیف پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے، ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اہل مجلس کی رعایت کرتے ہوئے اپنی گردن دائیں بائیں موڑیں اور وہ گردن کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔(۴) آپ ﷺ کا بھی معمول اپنی گردن دائیں بائیں موڑنے کا نہیں تھا۔

---

(۱) ابوداؤد، رقم: ۴۳۷۴۔
(۲) مرقاۃ ۹/ ۹۷۔
(۳) ابوداؤد، رقم: ۵۰۲۹۔
(۴) فتح الباری ۱۰/ ۷۳۵۔

بلند آواز سے الحمد للہ کہے

چھینک آنے کے بعد بلند آواز سے الحمد للہ کہے؛ تا کہ اہل مجلس سن سکیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے:

إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الحَمْدُ لِلّٰهِ۔(۱)

جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمد للہ کہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ بخاری کی ایک حدیث (۲) کی تشریح کے ذیل میں لکھتے ہیں:

ویستدل بِهِ علی اسْتِحْبَاب مبادرة الْعَاطِس بالتحمید . (۳)

حدیثِ مذکور سے استدلال کیا گیا ہے کہ چھینکنے والے کو الحمد للہ جلد کہنا ایک محمود عمل ہے۔

الحمد للہ کہنا سنتِ مؤکدہ ہے

مذکورہ بالا احادیث کے پیشِ نظر فقہاء نے چھینکنے والے کو الحمد للہ کہنا سنتِ مؤکدہ لکھا ہے۔ علامہ طحطاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تارة یکون سنة مؤکدة کما فی الحمدلة بعد العطاس۔ (۴)

اور کبھی الحمد للہ کہنا سنتِ مؤکدہ ہے، جیسا کہ چھینک آنے کے بعد الحمد للہ کہنا سنتِ مؤکدہ ہے۔

چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہنا الہامِ ربانی ہے

چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے، جو سب سے پہلے

(۱) بخاری، رقم: ۶۲۲۴۔
(۲) بخاری، حدیث نمبر: ۵۷۵۵۔
(۳) عمدة القاری ۲۲/ ۲۲۷۔
(۴) طحطاوی علی مرقی الفلاح: ۴۔

حضرت آدم علیہ السلام کو کیا گیا تھا، انہیں چھینک آئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو الحمد للہ کہنے کا الہام کیا۔(۱)

الحمد للہ کہنے کی حکمت

علماء نے چھینک آنے کے بعد الحمد للہ کہنے کی کئی حکمتیں بیان کی ہیں، علامہ تورپشتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں چھینک آنے سے دماغ میں تازگی اور سکون پیدا ہوتا ہے، طبیعت میں جو سستی اور کسل مندی ہوتی ہے وہ بھی دور ہو جاتی ہے، اس لیے شارع نے اس کو ایک نعمت قرار دیا اور اس کے بعد الحمد للہ کہنے کی تلقین کی ہے۔(۲) علامہ حلیمی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ چھینک کے بعد الحمد للہ کہنے کی مشروعیت اس بناء پر ہے کہ چھینک کی وجہ سے دماغ (جو قوتِ فکریہ کا مرکز) اور اعصاب (جس پر انسان کی زندگی کا دارومدار ہے اور اس کی درستگی پر ہر عضو کی درستگی موقوف ہے) میں نشاط پیدا ہوتا ہے، جو ظاہر ہے کہ بڑی نعمت ہے؛ اس لیے اس کے حاصل ہونے پر الحمد للہ کہنے کی تلقین کی گئی ہے۔(۳) اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ الحمد للہ کہنے کا حکم چھینکنے والے کو اس لیے دیا گیا ہے کہ اس حالت میں انسان کی صورت بگڑ جاتی ہے، پھر اللہ محض اپنے فضل سے اس کیفیت کو باقی رہنے نہیں دیتا اور پہلی جیسی صورت عطا کر دیتا ہے، جو ایک عطیۂ خداوندی ہے، اس پر شکر کرنا ہی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری سابقہ صورت واپس کر دی اور جو بگاڑ پیدا ہو گیا تھا اسے برقرار نہیں رکھا۔(۴)

بعض اہل نظر نے لکھا ہے کہ ایک گھڑی ہی کے لیے سہی، چھینک کے وقت سانس کی رفتار میں فرق آجاتا ہے، اس لیے ایک بندہ اس موقع پر الحمد للہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس موقع پر سانس کی رفتار کو بالکل روک کر میری زندگی کو ختم کر دیتے تو اس کا بالکلیہ اختیار تھا، مگر اس ذاتِ عالی نے سانس کی رفتار کو پہلی حالت میں کر دیا،

(۱) موارد الظمآن الیٰ زوائد ابن حبان حدیث نمبر: ۲۰۸۰۔
(۲) التعلیق الصبیح ۵/۱۳۸۔
(۳) حوالہ سابق۔
(۴) اوجز المسالک ۶/۳۸۷۔

اس کا بہت بڑا انعام واحسان ہے، جس پر ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔(۱)

چھینکنے والا کیا کہے؟

چھینک آنے پر چھینکنے والا کیا کہے ؟اس سلسلہ میں روایات مختلف ہیں،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور جسے امام بخاری علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے،اس میں صرف الحمدللہ کہنے کا ذکر ہے،حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الحَمْدُ لِلَّهِ۔(۲)

جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو الحمدللہ کہے۔

مذکورہ حدیث کی وجہ سے علامہ ابن بطال علیہ الرحمہ نے علماء کی ایک جماعت کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ چھینک آئے تو الحمدللہ سے زائد کچھ نہ کہے۔(۳)

الحمدللہ پر اضافہ

لیکن سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے الحمدللہ سے زائد کلمات کا بھی ذکر ہے، چنانچہ الفاظِ حدیث یوں ہیں:

إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَال۔(۴)

جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ علی کل حال کہے۔

اور نسائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی جملہ منقول ہے۔(۵)اور سالم بن عبید علیہ الرحمہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ چھینکنے والا الحمد للہ علی کل حال یا الحمد للہ رب العالمین کہے۔(۶)اور الادب المفرد میں متعین طور پر چھینکنے والے کے لیے

---

(۱) اسرارِ حیات: ۱۴۳،مؤلف: مولانا رضوان القاسمی علیہ الرحمہ۔
(۲) بخاری،رقم:۵۷۵۶۔
(۳) فتح الباری ۱۰/ ۳۲۷۔
(۴) ابوداؤد،رقم:۴۳۷۷۔
(۵) نسائی،رقم:۱۰۰۴۰۔
(۶) مسند احمد،رقم:۲۳۹۰۴۔

الحمد الله رب العالمین کی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ (۱)اور الادب المفرد ہی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً منقول ہے کہ جو چھینکنے کے بعد الحمد لله رب العالمین علی کل حال ما کان کہے تو وہ کبھی داڑھ اور کان کے درد میں مبتلا نہ ہوگا۔(۲) حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً منقول ہے؛ لیکن اس کے سارے راوی ثقہ ہیں اور داڑھ اور کان میں درد نہ ہونے کی خبر دینا ظاہر ہے کہ اپنی رائے وقیاس سے نہیں ہوسکتا؛ اس لیے موقوف ہونے کے باوجود یہ حدیث حکماً مرفوع ہے۔(۳)اور طبرانی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے ایک ضعیف سند سے مرفوعاً منقول ہے کہ چھینکنے والا اگر ممکنہ عجلت کے ساتھ **الحمدلله** کہتا ہے تو کمر کی تکلیف سے نجات مل جائے گی اور اس کے بعد ڈاڑھ میں کبھی تکلیف نہ ہوگی۔(۴)

ان روایات کو سامنے رکھ کر دوسری جماعت نے یہ کہا ہے کہ چھینکنے والا **الحمدالله علی کل حال** کہے اور ایک تیسری جماعت نے کہا ہے کہ **الحمد الله رب العالمین** کہے۔(۵)اور یہاں ایک چوتھی جماعت بھی ہے جن کا کہنا ہے کہ چھینکنے والا اللہ تعالی کی تعریف کے واسطے جتنے الفاظ کا اضافہ کرنا چاہے کرسکتا ہے؛ بلکہ یہ محمود ہے۔(۶)

ان حضرات کے موقف کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ ایک صحابی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں چھینک آئی تو انہوں نے **الحمدالله** کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً **یرحمک الله** کہا، پھر دوسرے صحابی کو چھینک آئی تو انہوں نے **الحمدلله رب العالمین حمدا طیبا کثیرا مبارکا فیه** کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص ثواب میں پہلے والے

(۱) الادب المفرد، رقم: ۹۳۴۔
(۲) الادب المفرد، رقم: ۹۲۶۔
(۳) فتح الباری ۱۰/ ۷۳۳۔
(۴) المعجم الاوسط، رقم: ۷۳۴۵۔
(۵) فتح الباری ۱۰/ ۷۳۳۔
(۶) حوالہ سابق۔

سے انیس گنا بڑھ گیا۔(۱)اورحضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، اسی اثناء میں مجھے چھینک آئی تو میں نے **الحمد لله حمدا كثير اطيبا مباركا فيه مباركا عليه كما يحب ربنا ويرضى** پڑھا، جب آپ علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے تو یکے بعد دیگرے تین بار یہ دریافت کیا کہ ان کلمات کا پڑھنے والا کون ہے؟ تیسری مرتبہ پوچھے جانے پر میں نے اقرار کیا کہ ان کلمات کو میں نے اپنی زبان سے ادا کیا ہے، تب آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس ذاتِ عالی کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تیس سے زائد فرشتے ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں لے جانے کے واسطے بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔(۲)اورطبرانی کی روایت میں ہے کہ یہ نمازِ مغرب کا واقعہ ہے۔(یہ ابتدائے اسلام کی بات تھی، اب مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں چھینک آنے پر الحمدللہ نہ کہا جائے۔(۳)

ابن سنی علیہ الرحمۃ نے ابورافع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں آپ ﷺ کے ساتھ مسجد میں جانے کے لیے تیار ہوا، آپ ﷺ نے ہمارا ہاتھ پکڑ لیا، اسی حالت میں جنت البقیع تک پہونچے، اتنے میں آپ ﷺ کو چھینک آئی تو آپ نے میرے ہاتھ کو چھوڑ دیا اور ایک حیرت زدہ انسان کی طرح کھڑے ہوگئے، میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ نے اپنی زبان مبارک سے کچھ ایسے کلمات ادا کئے کہ میں انہیں سمجھ نہ سکا، آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے کچھ کلمات ضرور کہے ہیں، ابھی ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے، انہوں نے فرمایا کہ جب آپ کو چھینک آیا کرے تو کہیے "**الحمدلله ككرمه والحمد لله كعز جلاله**" آپ ﷺ کے اس کہنے پر اللہ تعالیٰ جواباً فرماتا ہے:

صَدَقَ عَبْدِي، صَدَقَ عَبْدِي، صَدَقَ عَبْدِي،

---

(۱) فتح الباری ۱۰/ ۷۳۳۔
(۲) ترمذی، رقم: ۳۶۹۔
(۳) فتح الباری ۱۰/ ۷۳۳۔

مَغْفُورًا لَهُ -(۱)

میرے بندے نے سچ کہا، میرے بندے نے سچ کہا، میرے بندے نے سچ کہا، اسے بخش دیا جائے۔

مگر ابن بطال علیہ الرحمۃ نے طبرانی سے نقل کیا ہے کہ چھینکنے والے کو اختیار ہے کہ وہ **الحمد اللہ** کہے یا **الحمد اللہ رب العالمین** کہے، یا **الحمداللہ رب العالمین علی کل حال** کہے۔(۲) امام نووی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ چھینکنے والے کا **الحمداللہ** کہنا بالاتفاق مستحب ہے، اور **الحمداللہ رب العالمین** کہنا بہتر ہے، اور **الحمد اللہ علی کل حال** کہنا افضل ہے۔ (۳) مگر احادیث سے بہرحال یہی بات واضح ہوتی ہے کہ ہر ایسے جملے کا کہنا زیادہ بہتر ہے جو ثناءِ باری پر دال ہو۔(۴)

الغرض احادیث میں یہ سارے جملے منقول ہیں، ان میں سے کوئی بھی جملہ کہہ لے تو کوئی حرج نہیں ہے، البتہ معمول بہا **الحمداللہ** ہے۔

حمد کے ساتھ دوسرے کلمات

چھینک آنے کے بعد کلماتِ حمد کے ساتھ دوسرے کلمات کہنے کی گنجائش ہے یا نہیں، روایات کے تتبع سے پتہ چلتا ہے کہ کلماتِ حمد کے ساتھ دوسرے کلمات بھی کہے جاسکتے ہیں، ضحاک بن قیس یشکری علیہ الرحمۃ کی سند سے علامہ بیہقی علیہ الرحمۃ نے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر تم حمد کے ساتھ "**والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**" بھی کہہ لیتے تو اچھا ہوتا۔(۵) اور زیاد بن ربیع علیہ الرحمۃ کی سند سے علامہ بیہقی علیہ الرحمۃ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بازو میں تھا، اسے چھینک آئی تو

---

(۱) عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی، رقم:۲۵۹۔
(۲) فتح الباری۱۰/ ۷۳۳۔
(۳) کتاب الاذکار ص:۲۴۰۔
(۴) فتح الباری۱۰/ ۷۳۳۔
(۵) شعب الایمان، رقم: ۸۸۸۳۔

اس نے "**الحمدالله وسلام علی رسوله**" کہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہم لوگوں کو اس طرح نہیں سکھایا ہے، آپ ﷺ نے یہ سکھایا ہے کہ اس موقع سے "**الحمدلله علی کل حال**" پڑھا جائے۔(۱) علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے ان دونوں روایات میں سے پہلی روایت کو صحیح اور اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، ان کے اس طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کے قائل ہیں کہ حمد کے ساتھ دوسرے کلمات کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

چھینکنے والے کو درج ذیل الفاظ نہیں کہنا چاہئے

مگر بعض حضرات کی جو یہ عادت ہے کہ چھینک آنے پر پوری سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں یا الحمد للہ سے پہلے یا بعد میں **اشهد ان لا اله الا الله** پڑھتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، مکروہ ہے۔(۲) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں چھینک آئی تو اس نے **الحمدلله** کے بجائے اشهب کہا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اشهب تو شیطان کا نام ہے، اسے ابلیس نے چھینک اور الحمد للہ کے درمیان کہنے کے لیے وضع کیا ہے۔(۳) حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بھی چھینکنے کے بعد اشہب کہنا مکروہ سمجھتے تھے۔(۴) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے کو چھینک آئی اور انہوں نے "آب" کہا، تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اظہارِ ناراضگی کے طور پر پوچھا کہ "آب" کیا ہے؟ پھر فرمایا کہ "آب" شیطان کا نام ہے، جسے شیطان نے چھینک اور الحمد للہ کے درمیان رکاوٹ ڈالنے کے لیے وضع کیا ہے۔(۵) اسی لیے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَلَا يَقُولُ الْعَاطِسُ أَبُّ أَوْ أَشْهَبُ فَإِنَّهُ اسْمٌ

---

(۱) شعب الایمان، رقم: ۸۸۸۴۔
(۲) فتح الباری ۱۰/ ۷۳۳۔
(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۲۶۵۱۵۔
(۴) حوالہ سابق، رقم: ۲۶۵۱۶۔
(۵) الادب المفرد، رقم: ۹۶۹۔

لِلشَّیْطَانِ - (۱)

چھینکنے والا آب یا اشھب نہ کہے، کیونکہ یہ شیطان کے نام ہیں۔

چھینک کا جواب دینا کیسا ہے؟

اگر کسی کو چھینک آئے اور وہ **الحمد للہ** کہے تو اس کا جواب ''**یرحمک اللہ**'' کے ذریعہ دینا چاہیے؛ لیکن اس طرح سے جواب دینا واجبِ عین ہے، واجب کِفایہ ہے یا سنت ومستحب؟ علماء کی رائیں اس سلسلے میں مختلف ہیں، بعض حضرات نے درج ذیل قرائن کی بنیاد پر واجب علی العین قرار دیا ہے، یعنی مجلس میں سے ہر شخص کو جواب دینا ضروری ہے۔

۱) احادیث میں چھینک کے جواب کو لفظ ''حق'' سے تعبیر کیا گیا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: - - - وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ-(۲)

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں، جن میں سے ایک چھینک کا جواب دینا ہے۔

۲) احادیث میں چھینک کے جواب دینے کو لفظ ''تجب'' سے بیان کیا گیا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

خَمْسٌ تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلَى أَخِيهِ: - - - وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ الخ - (۳)

ایک مسلمان کے اس کے بھائی پر پانچ چیزیں واجب ہیں، جن میں سے ایک چھینک کا جواب بھی ہے۔

۳) اسی طرح احادیث میں لفظ ''**علی**'' آیا ہے، جو بظاہر وجوب پر دلالت کرتا

---

(۱) شامی ۶/۴۱۵۔
(۲) بخاری، رقم: ۱۱۶۴۔
(۳) مسلم شریف، رقم: ۴۰۲۲۔

ہے، جیسا کہ مذکورہ دونوں احادیث میں ''**علی المسلم**'' اور ''**علی اخیه**'' کہا گیا ہے۔

۴) نیز جواب دینے کا ذکر صیغۂ امر کے ساتھ بھی آیا ہے، جس کا حقیقی معنی وجوب ہی آتا ہے، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں، جن میں سے ایک مسلم شریف کی روایت کے مطابق ہے:

وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ فَسَمِّتْهُ۔(۱)

اور جب چھینک آئے اور چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو تم یرحمک اللہ کہو۔

۵) صحابی نے چھینک کے جواب کو لفظ ''امر'' سے تعبیر کیا ہے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سات چیزوں کے کرنے کا حکم دیا تھا اور سات چیزوں سے منع فرمایا تھا، جن سات چیزوں کے کرنے کا حکم دیا تھا ان میں سے ایک چھینکنے والے کی چھینک کا جواب بھی تھا، حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ
...وَتَشْمِيتِ العَاطِسِ۔ (۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں کو سات چیزوں کا حکم فرمایا، جن میں سے ایک چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا ہے۔

ان احادیث کے ظاہر کو مالکیہ میں سے ابن مزین رحمہ اللہ اور جمہور اہل ظاہر نے اختیار کیا ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اسی موقف کی حمایت کی ہے۔ (۳) اور شوافع میں سے عبدالوہاب رحمہ اللہ اور مالکیہ کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ چھینک کا جواب دینا مستحب ہے، اگر جماعت میں سے ایک آدمی نے بھی جواب دے دیا تو کافی ہے۔ (۴)

(۱) مسلم شریف، رقم: ۴۰۲۳۔
(۲) بخاری، رقم: ۱۱۶۳۔
(۳) حاشیہ ابن قیم علی سنن ابی داؤد ۱۳ / ۲۵۸۔
(۴) عمدۃ القاری ۳۲ / ۴۳۹۔

اوراحناف، جمہور حنابلہ، ابوالولید بن رشد اور ابوبکر بن عربی رحمہا اللہ کا موقف یہ ہے کہ چھینک کا جواب دینا واجب علی الکفایہ ہے، جب ایک شخص جماعت میں سے جواب دے دے تو کافی ہے، ہر ایک پر جواب دینا لازم نہیں ہے، دلیل کی روشنی میں یہی موقف راجح ہے؛ کیونکہ جن قرائن سے چھینک کے جواب کے واجب عین ہونے پر استدلال کیا گیا ہے وہ واجب علی الکفایہ کے منافی نہیں ہے؛ کیونکہ جواب دینا تو بہرحال واجب ہے، حدیث بخاری جس میں سات باتوں کا حکم آپ ﷺ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو دیا تھا اور ان میں چھینک کا جواب دینا بھی بیان فرمایا تھا۔(۱) اس کی تشریح میں علامہ عینی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ظَاهر الْأَمر فِيهِ يدل على أَنه وَاجِب، وَكَذَلِكَ أَحَادِيث أخر فِي هَذَا الْبَاب يدل ظَاهرهَا على الْوُجُوب، - - - وَعند جُمْهُور الْعلمَاء من أَصْحَاب الْمذَاهب الْأَرْبَعَة: إِنَّه فرض كِفَايَة إِذا قَامَ بِهِ الْبَعْض سقط عَن البَاقِينَ۔ (۲)

لفظ امر بظاہر وجوب پر دلالت کررہا ہے، اور اس باب کی دوسری احادیث بھی وجوب ہی پر دال ہیں، لیکن مذاہبِ اربعہ کے عام علماء اسے فرضِ کفایہ قرار دیتے ہیں کہ جب بعض حضرات جواب دے دیں تو سارے حضرات سے یہ فرض ساقط ہوجائے گا۔

لیکن بہتر یہ ہے کہ سارے حضرات جواب دیں، کیونکہ چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا گویا رحمت کی دعا دینا ہے، لہٰذا اس دعا کے دینے میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے، اسے مسلمان کا حق قرار دیا گیا ہے، اس حق کو ادا کرنے میں سبقت کرنا چاہیے، اگرچہ یہ ضروری نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) بخاری، رقم: ۵۷۵۴۔
(۲) عمدۃ القاری ۴۳۹/۳۲۔
(۳) اوجز المسالک ۳۸۸/۶۔

چھینک کا جواب کن الفاظ سے دے؟

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ چھینکنے والے کی چھینک کا جواب **یرحمک اللہ** کے ذریعہ دے، الفاظِ حدیث اس طرح ہیں:

إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الحَمْدُ لِلَّهِ، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ -(۱)

جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے الحمد للہ کہنا چاہیے، اور اس کا (دینی) بھائی یا ساتھی یرحمک اللہ کہے۔

یہی جواب مشہور بھی ہے اور عام لوگوں میں رائج بھی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے یہ جواب خود باری تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی چھینک پر دیا تھا، بیہقی کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی تو ان کو چھینک آئی، اللہ تعالیٰ نے ان کو **الحمد للہ** کہنے کا الہام کیا، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے **یرحمک اللہ** فرمایا۔(۲)

یرحمک اللہ کے ذریعہ جواب دینے کی حکمت

چھینکنے والے کی چھینک کا جواب **یرحمک اللہ** کے ذریعہ دینے کی حکمت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے یہ بیان کی ہے کہ چھینکنے والا چونکہ چھینکنے کے بعد **الحمد للہ** کہا تھا تو وہ حاصل شدہ نعمت پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی، قدردانی کی اور اس طرح وہ اللہ کی رحمت کے قریب ہوگیا، تو جواب دینے والا اس کی بشارت اسے **یرحمک اللہ** کے ذریعہ دے رہا ہے، یا اسی قربِ رحمت کو بطورِ تاکید کہہ رہا ہے کہ واقعۃً تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرمائے۔(۳)

ابن دقیق العید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ **یرحمک اللہ** کے ذریعہ چھینک کا جواب دیا

(۱) بخاری، رقم: ۵۷۵۶۔
(۲) شعب الایمان، رقم: ۸۸۸۰۔
(۳) مرقاۃ ۱۴/ ۴۔

جائے تو اس میں ایک فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ آپس میں محبت ورافت پیدا ہوتی ہے، اور چھینکنے والا یہ سمجھتا ہے کہ جواب دینے والا ہمارا خیر خواہ اور ہمارا محسن ہے، وہ بھی ہمارے مسائل سے دلچسپی رکھتا ہے اور ہمیں بہتر حالت میں دیکھنا چاہتا ہے، ظاہر ہے کہ اس طرح کا احساس الفت ومحبت کے قیام؛ بلکہ اس میں اضافہ کا باعث ہے، نیز چھینکنے والے کو بھی تنبیہ ہے کہ تم خدا کی رحمت کے محتاج ہو، تم اس سے لمحہ بھر کے لیے مستغنی نہیں ہو سکتے، اس طرح اس سے کبر کا ازالہ ہوگا، اور تواضع کی صفت اس میں پیدا ہوگی۔(۱)

ان سے یہ بھی منقول ہے کہ **یرحمک اللّٰہ** کے ذریعہ جواب دینے والا گویا چھینکنے والے کو رحمت کی دعا دے رہا ہے، اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ جواب دینے والا چھینکنے والے کو مستقبل میں اس چھینک کی بدولت رحمت کی خوشخبری دے رہا ہے، کیونکہ چھینک کی وجہ سے جو سستی دور ہوئی، اور ایک قسم کا نشاط پیدا ہوا، وہ بہر حال خدا کی رحمت ہی ہے۔(۲)

یرحمک اللہ کب کہے؟

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کسی کو چھینک آئے اور وہ **الحمدلله** کہے تو تم اس کا جواب **یرحمک الله** کے ذریعہ دو، اور اگر وہ چھینکنے کے بعد **الحمدلله** نہ کہے تو تم بھی جواباً **یرحمک الله** نہ کہو۔(۳) بخاری کی روایت ہے کہ دو صاحب کو یکے بعد دیگرے چھینک آئی، آپ ﷺ نے ایک صاحب کی چھینک کا جواب دیا اور دوسرے صاحب کی چھینک کا جواب نہیں دیا، جس صاحب کی چھینک کا جواب نہیں دیا انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں صاحب کی چھینک کا جواب تو دیا؛ لیکن میری چھینک کا جواب نہیں دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ هَذَا حَمِدَ اللَّهَ، وَلَمْ تَحْمَدِ اللَّهَ - (۴)

---

(۱) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۳۔
(۲) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۶۔
(۳) مسلم شریف، رقم: ۵۳۰۸۔
(۴) بخاری، رقم: ۶۲۲۵۔

اس شخص نے چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہا تھا اور تم نے نہیں کہا تھا؛ (اس لیے میں نے اس کا جواب دیا اور تمہاری چھینک کا جواب نہیں دیا۔)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے طبرانی کے حوالے سے لکھا ہے ان دو صاحب میں ایک حضرت عامر بن طفیل تھے اور دوسرے ان کے بھتیجے تھے، بھتیجے نے **الحمد اللہ** کہا تھا اور حضرت عامر بن طفیل نے **الحمد اللہ** نہیں کہا تھا۔(۱) ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے گھر میں تشریف فرما تھے، وہاں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، اتنے میں حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کو چھینک آئی تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے **یرحمک اللہ** نہیں کہا، کچھ دیر کے بعد فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو چھینک آئی تو انہوں نے **یرحمک اللہ** کہا، ابوبردہ رضی اللہ عنہ کو اس تفریق اور امتیازی سلوک سے تکلیف ہوئی، اس کا اظہار انہوں نے اپنی والدۂ محترمہ سے کیا، وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اس تفریق کی کیا وجہ ہے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا کہ جب کسی کو چھینک آئے اور وہ **الحمد لله** کہے تو تم **یرحمک اللہ** کہو، اور اگر وہ **الحمدلله** نہ کہے تو تم بھی **یرحمک اللہ** نہ کہو، آپ کے بچے نے چھینکنے کے بعد **الحمد لله** نہیں کہا تھا، اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے **الحمدلله** کہا تھا؛ اس لیے میں نے آپ کے بچے کی چھینک کے بعد **یرحمک اللہ** نہیں کہا، اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کی چھینک کے جواب میں **یرحمک اللہ** کہا۔(۲) حضرت مکحول ازدی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بازو میں بیٹھا ہوا تھا کہ مسجد کے ایک گوشہ سے ایک آدمی کی چھینک کی آواز آئی، چھینک کی آواز سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم نے **الحمدلله** کہا ہے تو اللہ تم پر رحم فرمائے۔(۳)

ان ہی احادیث کی روشنی میں جمہور نے کہا ہے کہ اگر چھینکنے والا **الحمد لله** نہ کہے تو

---

(۱) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۳۔
(۲) مسلم شریف، رقم: ۵۳۰۸۔
(۳) الادب المفرد، رقم: ۹۶۸۔

یرحمک اللّٰہ کہنا خلافِ اولیٰ اور مکروہِ تنزیہی ہے۔(۱) علامہ نووی علیہ الرحمہ نے بھی اس کی صراحت کی ہے۔(۲)

الحمدللہ یاددلایا جائے یانہیں؟

چھینک آنے کے بعد الحمدللہ کہنا تو چھینکنے والے کی ذمہ داری ہے، اگر وہ الحمدللہ کہتا ہے تو سننے والوں پر یرحمک اللہ کے ذریعے جواب دینا واجب ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر چھینکنے والے نے بھول کر الحمدللہ نہیں کہا تو جو لوگ وہاں پر موجود ہوں وہ ان کو الحمد للہ یاددلا سکتے ہیں یانہیں؟ اور یاددلانے کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ فرض، واجب یا مستحب؟

علامہ ابن عربی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ جس شخص کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ نہ کہے تو اس کو الحمدللہ یاددلانے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح حدیث ہے:

إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللهَ، فَشَمِّتُوهُ، فَإِنْ لَمْ يَحْمَدِ اللهَ، فَلَا تُشَمِّتُوه۔(۳)

جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو تم یرحمک اللہ کہو، اور اگر الحمدللہ نہ کہے تو تم بھی یرحمک اللہ نہ کہو۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی احادیث ماقبل میں آچکی ہیں کہ جس شخص نے چھینکنے کے بعد الحمدللہ نہیں کہا تو خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جواب میں یرحمک اللہ نہیں کہا، اگر الحمدللہ نہ کہنے والوں کو یاددلایا جائے تو ان احادیث کی مخالفت ہوگی؛ کیونکہ کسی حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو الحمدللہ یاددلایا ہو، جب کہ آپ لوگوں کو نیکیوں پر ابھارنے والے اور اچھی باتوں کی تلقین کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے، اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ الحمدللہ یاد نہ دلایا جائے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ یاددلانا ایک غیر ضروری عمل ہے، اسے اپنے ذمہ لازم کرنا ہے،

(۱) فتح الباری۱۷/۴۴۰۔
(۲) نووی شرح مسلم، رقم:۵۳۰۸۔
(۳) مسلم: حدیث نمبر:۲۹۹۲۔

جومناسب نہیں ہے، نیز اگر یاد دلایا جائے تو موجود شخص کو کہنا پڑے گا: **الحمدلله، یرحمک الله**، اوراس سے دوخرابیاں لازم آئیں گی: ایک تو سابقہ خرابی کہ التزام مالا یلزم لازم آئے گا، اور دوسری خرابی یہ کہ حدیث کی مخالفت ہوگی؛ کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو الحمد للہ نہ کہے اس کے جواب میں یرحمک اللہ نہ کہو۔

ان وجوہ سے علامہ ابن عربی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ الحمد للہ یاد نہ دلایا جائے۔(۱)؛لیکن جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ الحمد للہ یاد دلا جائے، یہ ایک مسلمان کے ساتھ خیر خواہی اور معروف ونیکی کی طرف رہنمائی کے قبیل سے ہے، جو شریعت میں مطلوب ہے، یہی وجہ ہے کہ امام اوزاعی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں ایک شخص کو چھینک آئی، اس نے الحمد للہ نہیں کہا، امام اوزاعی علیہ الرحمۃ نے اس شخص سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کو چھینک آئے تو اسے کیا کہنا چاہئے، اس نے جواب دیا کہ الحمد للہ کہنا چاہئے، اس کے بعد امام اوزاعی علیہ الرحمۃ نے یرحمک اللہ کہا۔(۲)

اور جہاں تک حدیث کی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الحمد للہ نہ کہنے والے کو یرحمک اللہ کہنے سے منع فرمایا ہے تو اس کا جواب علامہ ابن بطال کے حوالے سے حافظ ابن حجر نے یہ لکھا ہے کہ اس سے مقصود چھینکنے والے کی غفلت ولا پرواہی پر تنبیہ کرنا اور اس حالت کے بارے میں تاکید کے ساتھ ادب اور تعلیم دینا ہے، نہ یہ کہ سامنے والے کو نصیحت وخیر خواہی اور ان کو نیکی کی ترغیب دینے سے روکنا ہے، اسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا ہے؛اس لئے الحمد للہ یاد دلانے سے حدیث کی مخالفت نہیں ہوگی۔(۳)

یرحمک اللہ کتنی دیر کے بعد کہے؟

ابن دقیق العید علیہ الرحمۃ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ **یرحمک الله** کہنے میں جلدی نہ کرے؛ بلکہ کچھ تاخیر سے جواب دے؛ تاکہ اس کے اعضاء سکون میں آ جائیں اور اگر

(۱) فتح المنعم شرح صحیح مسلم لموسی شاہین لاشین (متوفی: ۱۴۳۰ھ) ۱۰/ ۲۰۵۔
(۲) کوثر المعانی الدراری فی کشف خبایا صحیح البخاری للشنقیطی (متوفی: ۱۳۵۴ھ) ۱۱/ ۲۵۸۔
(۳) فتح الباری ۱۰/ ۶۱۱، **باب لا یشمت العاطس إذا لم یحمد الله**۔

چھینکنے والے نے سکون آنے کے بعد ہی **الحمدلله** کہا ہے تو پھر تاخیر کی ضرورت نہیں، اس کے **الحمدالله** کے بعد فوراً **یرحمک االله** کہہ دے۔(۱)

یرحمک اللہ کتنی بار کہے؟

چھینکنے والے کی چھینک پر یرحمک اللہ کتنی بار کہا جائے، اس سلسلے میں عام احادیث کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی تحدید نہیں ہے، ایک مجلس میں خواہ کتنی ہی بار چھینک آئے اور ہر بار چھینکنے والے نے **الحمدالله** کہا ہو تو اس کا جواب **یرحمک االله** سے دینا چاہیے، لیکن بعض احادیث سے اس کی تحدید معلوم ہوتی ہے، امامِ بخاری رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے الادب المفرد میں نقل کیا ہے کہ جواب تین بار تک دیا جائے، اس کے بعد بھی چھینک آرہی ہے تو سمجھا جائے گا کہ زکام ہو گیا ہے (اب جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے)۔(۲) اور ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ تین مرتبہ تک تو جواب دیا جائے، اگر تین سے زائد بار چھینک آئے تو جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے، گویا اسے مرض لاحق ہے جس کی وجہ سے بار بار چھینک آرہی ہے۔(۳) عبید بن رفاعہ زرقی رحمہ اللہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چھینکنے والے کی چھینک کا تین بار جواب دیا جائے، اگر اسے مزید چھینک آئے تو پھر اختیار ہے، چاہو تو جواب دو اور چاہو تو خاموش رہو۔(۴) اور مسند ابویعلی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اس کا ہم نشین چھینک کا جواب دے، اگر تین سے زائد بار اسے چھینک آئے تو وہ زکام زدہ ہے، تین دفعہ کے بعد اس کا جواب نہ دو۔(۵)

---

(۱) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۵۔
(۲) الادب المفرد، رقم: ۹۷۱۔
(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۲۶۵۰۵۔
(۴) ابوداؤد، رقم: ۵۰۳۴، ترمذی، رقم: ۲۷۴۳۔
(۵) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۴۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی رائے

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس باب سے متعلق روایات کو اہتمام سے ذکر کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ الفاظِ حدیث میں شدید اختلاف ہے کہ کتنی مرتبہ کے بعد چھینک کا جواب نہ دیا جائے؛ لیکن اکثر حضرات کا کہنا ہے کہ پہلی مرتبہ کے بعد چھینک کا جواب نہ دیا جائے۔(۱) اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اگر کسی کو تین سے زائد مرتبہ چھینک آئے اور ہر مرتبہ وہ اللہ کی حمد بیان کرے تو مجلس میں موجود شخص کا ہر مرتبہ **یرحمک اللّٰہ** کہنا بہتر ہے۔(۲) اور علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَإِذَا تَكَرَّرَ الْعُطَاسُ قَالُوا يُشَمِّتُهُ ثَلَاثًا ثُمَّ يَسْكُتُ ۔(۳)

جب چھینک بار بار آئے تو فقہاء کہتے ہیں کہ تین بار تک یرحمک اللہ کہے، اس کے بعد خاموش ہوجائے۔

تین مرتبہ کے بعد جواب نہ دینے کی حکمت

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے تین مرتبہ کے بعد خاموش ہوجانے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ بار بار جواب دینے میں حرج لازم آئے گا؛ اس لیے جواب دینا واجب تو نہیں ہے؛ البتہ کوئی جواب دے تو گنہگار نہیں ہوگا؛ بلکہ ایک مندوب ومستحب امر کو انجام دینے والا کہلائے گا۔(۴)

یرحمک اللہ کہنے کے فوائد

ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چھینکنے والے کی چھینک کا جواب یرحمک اللہ سے دینا ایک دوسرے کے درمیان الفت ومحبت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے، جو شرعا مطلوب ہے، اس سے چھینکنے والے کے کبر کا بھی ازالہ ہوگا؛ کیونکہ یرحمک اللہ (اللہ تم پر رحم

(۱) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۴۔
(۲) شامی ۲۷/۵۹۔
(۳) شامی ۶/ ۴۱۴۔
(۴) مرقاۃ ۱۴/ ۶۔

کرے) کہنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تم گنہ گار ہو، خطا کار ہو اور ہم جیسے انسان کی دعائے رحمت کے محتاج ہو، اور یہ واقعہ ہے کہ ہر انسان خطا کار ہے، کُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ (۱) آدم کی ساری اولاد خطا کار ہے، نیز اسے تواضع اور انکساری کے اختیار کرنے پر بھی آمادہ کرنا ہے (۲)

یرحمک اللہ کہنے والے کو جواب

جب چھینکنے والے کی چھینک کا جواب یرحمک اللہ سے دیا جائے تو اس کا جواب چھینکنے والے کو یہدیکم اللہ ویصلح بالکم کے ذریعہ دینا چاہئے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو الحمدللہ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ بیٹھا ہوا شخص یرحمک اللہ کہے، پھر اس کا جواب چھینکنے والا یہدیکم اللہ ویصلح بالکم (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت درست فرمادے) کہے۔ (۳) بعض روایت میں یغفر اللہ لنا ولکم - (۴) اور بعض روایت میں یغفر اللہ لی ولکم بھی آیا ہے۔ (۵)

احادیث کے درمیان تطبیق

ذکر کردہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یرحمک اللہ کہنے والے کو چھینکنے والا یہدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے اور بعض میں یغفر اللہ لنا ولکم یا یغفر اللہ لی ولکم آیا ہے تو اس میں تطبیق دیتے ہوئے علامہ ابن بطال علیہ الرحمۃ نے امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ چھینکنے والے کو اختیار ہے، وہ ان کلمات میں سے جو کہہ دے، سب درست ہے؛ البتہ ابن رشد مالکی علیہ الرحمۃ کا کہنا ہے کہ یغفر اللہ لنا ولکم

---

(۱) ترمذی، رقم: ۲۴۹۹۔
(۲) فتح الباری ۱۰/ ۳۵ے۔
(۳) بخاری، رقم: ۶۲۲۴۔
(۴) سنن ابوداؤد، رقم: ۵۰۳۱۔
(۵) سنن ترمذی، رقم: ۲۷۴۰۔

کہنا بہتر ہے ؛ کیونکہ انسان مغفرت کا زیادہ محتاج ہوتا ہے؛ لیکن دونوں جملوں کو اگر جمع کر دیا جائے اوریغفر الله لنا ولکم اوریہدیکم الله ویصلح بالکم کہا جائے تو بہتر ہے،ابن دقیق العید رحمہ اللہ نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے۔(۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول بھی یہی تھا کہ وہ یرحمک الله کہنے والے کو یرحمنا الله وایاکم و یغفر الله لنا ولکم کہتے تھے۔(۲)امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وأنا أقول بقول ابن عمر، وأراه بأحسن ما سمعت في التشميت، لأن الله تعالى يقول: وإذا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيّوا بِأَحسَنَ مِنها أَو رُدُّوها۔(النساء:۸۶)(۳)

ایک انگریز ڈاکٹر کا تاثر

پروفیسر نصر اللہ خاں صدر شعبہ اسلامیات اسلامیہ کالج لاہور فرماتے ہیں کہ ایک انگریز ڈاکٹر نے جب یہ حدیث پڑھی کہ مسلمانوں کے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان چھینکے وہ **الحمدلله** کہے اور جو مسلمان پاس ہو وہ **یرحمک الله** کہے اور پھر چھینکنے والا **یھدیکم الله** کہے تو اس نے سوچا کہ ایک معمولی سے کام پر اتنی دعائیں پڑھنے کی کیا وجہ ہے؟ اس نے چھینک پر تحقیق کی تو پتہ چلا کہ دماغ کی رگوں میں کبھی ہوا رک جاتی ہے، قدرت کے اس کو نکالنے کے لئے ایک پریشر کا انتظام کیا ہے، چھینک کے پریشر کے ذریعہ رکی ہوئی ہوا ناک کے راستے خارج ہوتی ہے، اگر یہ ہوا رکی رہے تو فالج کا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک چھوٹے سے عمل (چھینک آنے) پر دعاؤں کا یہ سلسلہ فضول نہیں ہے؛ بلکہ ایک غیر معمولی نعمت کے حاصل ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔(۴)

(۱) فتح الباری ۱۰/۶۰۹، باب اذا عطس کیف یشمت۔
(۲) مؤطا امام مالک، رقم: ۳۵۴۳۔
(۳) حاشیہ مؤطا امام مالک ۵/۱۴۵۰، تحقیق: محمد مصطفی اعظمی۔
(۴) سنت نبوی اور جدید سائنس ملخصا ۱/۲۹۸۔

یرحمک اللہ پر اضافہ

احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ **یرحمک االلہ** پر اضافہ کی گنجائش ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کسی کی چھینک کا جواب دیتے تو ''**یرحمنا اللہ وایاکم**'' کہا کرتے تھے۔(۱) اور یہی معمول علامہ ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی نقل کیا ہے۔(۲) اور امامِ بخاری علیہ الرحمۃ نے ادبِ مفرد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا معمول ''**عافانا اللہ وایاکم من النار یرحمکم اللہ**'' نقل کیا ہے۔(۳) یہ حدیث سنداً صحیح ہے۔(۴)

ان نقول کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان الفاظ کو بھی جواب کے طور پر کہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے جو بات ثابت ہے وہ یہی ہے کہ صیغۂ خطاب کے ساتھ رحمت کی دعا دی جائے، یہی وجہ ہے کہ ابن دقیق العید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ظَاهِرُ الْحَدِيثِ أَنَّ السُّنَّةَ لَا تَتَأَدَّى إِلَّا بِالْمُخَاطَبَةِ ۔ (۵)

حدیث کے ظاہر سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ سنت کی ادائیگی صیغۂ خطاب (یرحمک اللہ) سے ہی ہوگی۔

ایک غلط رواج پر تنبیہ

آگے وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بہت سے حضرات کی جو یہ عادت ہوگئی ہے کہ کسی بڑے آدمی کی چھینک کا جب جواب دیتے ہیں تو کہتے ہیں ''**یرحم اللہ سیدنا**'' کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سردار اور آقا پر رحم فرمائے، اس طرح کا جواب سنت کے خلاف ہے، البتہ انہوں نے اس بات کو سراہا ہے کہ اگر کوئی ''**یرحمک اللہ یاسیدنا**'' کے ذریعہ جواب

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۲۶۵۲۲۔
(۲) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۶۔
(۳) الادب المفرد، رقم: ۹۲۹۔
(۴) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۶۔
(۵) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۶۔

دے تو اچھا ہے، کیونکہ اس میں سنت کی بھی رعایت ہے اور مخاطب کی بھی رعایت ہے۔(۱)

زکام زدہ شخص کی چھینک کا جواب

کسی شخص کے زکام زدہ ہونے کا علم پہلے سے نہ ہو تو بار بار چھینک آنے سے ہی اس کا زکام زدہ ہونا معلوم ہوگا، احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین مرتبہ سے زائد کسی کو چھینک آئے تب اس کے زکام زدہ ہونے کے بارے میں رائے قائم کی جائے، آپ ﷺ اور صحابہ سے یہی منقول ہے؛ لہٰذا زکام زدہ شخص کی چھینک کا جواب بھی کم از کم تین بار ضرور دینا چاہیے اور اگر اس کے بعد بھی دینا چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ بلکہ بہتر یہی ہے کہ ہر بار جواب دے۔(۲)

کسی کے بارے میں زکام زدہ ہونا پہلے سے معلوم ہو تو؟

بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کا زکام زدہ ہونا پہلے سے ہی معلوم ہوتا ہے، تو کیا ایسے شخص کی چھینک کا جواب ابتداء ہی سے نہ دیا جائے؟ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ جواب نہ دیا جائے، اسی طرح اگر پہلے سے تو معلوم نہ ہو؛ لیکن ایک یا دو مرتبہ چھینک آنے سے معلوم ہو گیا کہ یہ شخص زکام زدہ ہے تو بھی اس کا جواب نہ دے۔(۳) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ بعض شوافع کا یہی مذہب ہے۔(۴) مگر یہ موقف ظاہر حدیث کے خلاف ہے؛ کیونکہ حدیث پاک میں زکام زدہ شخص کو بھی تین مرتبہ تک جواب دینے کا حکم ہے، لہٰذا اس پر عمل کرنا چاہیے۔(۵)

اگر کوئی بار بار چھینکنے کے بعد آخر میں الحمد للہ کہے تو؟

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ چھینک لگاتار آنے لگتی ہے، پانچ سات بار اور کبھی اس سے

---

(۱) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۶۔
(۲) شامی ۶/ ۴۱۴۔
(۳) الکوکب الدری ۲/ ۱۴۳۔
(۴) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۴۔
(۵) اوجز المسالک ۶/ ۳۸۹، شامی ۶/ ۴۱۴۔

زیادہ مرتبہ چھینک آنے کے بعد ہی سکون ہوتا ہے، درمیان میں اسے **الحمد اللّٰہ** کہنے کا موقع بھی نہیں ہوتا، تو اب اس کی دوصورت ہوگی، یا تو وہ سکون میں آنے کے بعد ساری چھینک پر ایک ہی مرتبہ **الحمد اللّٰہ** کہے گا، یا چھینک کی تعداد کے لحاظ سے **الحمد اللّٰہ** کہے گا، پہلی صورت کا حکم تو واضح ہے کہ جب اس نے ایک ہی مرتبہ **الحمد اللّٰہ** کہا ہے تو جواب بھی ایک ہی مرتبہ دیا جائے گا، اور جہاں تک دوسری صورت کی بات ہے کہ چھینک کی تعداد کے لحاظ سے اس نے بار بار **الحمد اللّٰہ** کہا تو جواب دینے والا کتنی مرتبہ **یرحمک اللّٰہ** کہے گا؟ حافظ ابن حجرؒ کی رائے ہے کہ ظاہر حدیث کا تقاضہ ہر بار جواب دینے کا ہے، اس لیے جتنی بار وہ **الحمد اللّٰہ** کہے گا اسی کے بقدر جواب دیا جائے۔(۱)

الحمدللہ اور یرحمک اللہ کتنی زور سے کہے

چھینکنے والا بلند آواز سے **الحمد اللّٰہ** کہے؛ تاکہ موجود حضرات اسے سن کر **یرحمک اللّٰہ** کہہ سکیں؛ کیونکہ **یرحمک اللّٰہ**، **الحمد اللّٰہ** سننے کے بعد ہی کہنے کا حکم ہے، علامہ شامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وَيَنْبَغِي لِلْعَاطِسِ أَنْ يَرْفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّحْمِيدِ، حَتَّى يُسْمِعَ مَنْ عِنْدَهُ فَيُشَمِّتَه -(۲)

چھینکنے والے کے لیے مناسب یہ ہے کہ الحمد للہ بلند آواز سے کہے؛ تاکہ موجود حضرات سن کر یرحمک اللہ کہہ سکیں۔

گویا **الحمد اللّٰہ** زور سے کہنا مستحب اور بہتر ہے۔(۳) البتہ ''**یرحمک اللّٰہ**'' زور سے کہنا؛ تاکہ چھینکنے والا اسے سن سکے، واجب ہے، علامہ ابن عابدین علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

وَشُرِطَ فِي الرَّدِّ وَجَوَابُ الْعُطَاسِ إِسْمَاعُهُ فَلَوْ أَصَمَّ يُرِيهِ تَحْرِيكَ شَفَتَيْهِ۔ (۴)

(۱) فتح الباری، رقم:۵۷۵۴۔
(۲) شامی ۶/ ۴۱۴۔
(۳) مرقاۃ ۱۴/ ۸۔
(۴) شامی ۶/ ۴۱۳۔

سلام اور چھینک کا جواب دینے میں سنانا شرط ہے، اگر سلام کرنے والا اور چھینکنے والا بہرا ہوتو ہونٹوں کی حرکت سے اس پر واضح کیا جائے کہ ہم جواب دے رہے ہیں۔

بعض لوگوں تک الحمدللہ کی آواز نہ پہونچ سکی تو؟

حدیثِ پاک سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ الحمدللہ سننے کے بعد ہی یرحمک اللہ کہنا چاہیے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن طفیل رضی اللہ عنہ سے الحمدللہ کہتے ہوئے نہیں سنا تو ان کا جواب نہیں دیا۔(۱) لیکن جب مجمع میں کچھ لوگوں نے یرحمک اللہ کہا تو خیال یہی ہوتا ہے کہ اس نے الحمدللہ کہا ہوگا؛ اس لیے اس شخص کو بھی جواب دینا چاہیے؛ کیونکہ یہ دعا ہے، جو مسلمان کے حق میں بہتر ہے؛ البتہ وہ سنا نہیں ہے: اس لیے اس پر واجب نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) فتح الباری، رقم: ۵۷۵۳۔
(۲) فتح الباری ۱۷/ ۴۴۰۔